1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 19ء کے دوران معیشت میں نمایاں تبدیلیاں آئیں۔ شرح مبادلہ کو منڈی کی مبادیات سے آہنگ کیا گیا؛ شرح سود کو تیزی سے بڑھایا گیا؛ سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات میں نمایاں کمی کی گئی؛ اور توانائی کے نرخوں میں اضافہ کیا گیا۔ یہ اقدامات جڑواں خساروں کے بحران کو قابو کرنے کے لیے کیے گئے تھے جو پچھلے کچھ برسوں کی صَرفی نمو کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ ان پالیسی اقدامات سے طلبی دباؤ کو قابو میں کرنے میں مدد ملی اور درآمدی سکڑاؤ آیا جس کے نتیجے میں جاری کھاتے کے خسارے میں نمایاں کمی ہوئی۔ تاہم اس عمل میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی سکڑ گئی اور مہنگائی چار سال بعد اپنے ہدف سے تجاوز کر گئی۔ دریں اثنا شعبۂ زراعت کی پیداوار پانی کی قلت کے ہمراہ خام مال کی بلند لاگت کی وجہ سے متاثر ہوئی اور اشیا پیدا کرنے والے اجزا میں سست رفتاری کے اثرات خدمات کے شعبے تک پھیل گئے۔ ان حالات نے حقیقی دیہی آمدنی اور شہری اجرتوں کو متاثر کیا جس سے گھرانوں کے بجٹ کم ہو گئے اور نتیجتاً بچت اور خرچ میں سکڑاؤ آیا۔ نتیجے کے طور پر حقیقی جی ڈی پی نمو پچھلے نو برسوں کی پست ترین سطح پر آ گئی (**جدول 1.1**)۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س16ء	م س17ء	م س18ء[ت]	م س19ء ہدف	م س19ء اصل[ع]
	فیصد نمو				
حقیقی جی ڈی پی[1]	4.6	5.2	5.5	6.2	3.3
زراعت	0.2	2.2	3.9	3.8	0.8
صنعت	5.7	4.6	4.9	7.6	1.4
خدمات	5.7	6.5	6.2	6.5	4.7
نجی شعبے کا قرض[2]	11.2	16.8	14.9	-	11.6
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی[1]	2.9	4.2	3.9	6.0	7.3
	بلحاظ جی ڈی پی فیصد				
جاری حسابات کا توازن[2]	-1.7	-4.1	-6.3	-4.0	-4.8
مالیاتی توازن[3]	-4.6	-5.8	-6.6	-4.9	-8.9
مجموعی سرکاری قرضہ[3]	67.7	67.0	72.1	68.0	84.8

ع: عبوری۔ ن: نظر ثانی شدہ

ماخذ: [1] پاکستان دفتر شماریات، [2] بینک دولت پاکستان؛ [3] وزارتِ خزانہ۔

م س19ء کے حالات کو صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو م س18ء کے اختتام تک بھاری جڑواں خساروں کے ساتھ اصلاحات کی ضرورت کی انتباہی علامات نظر آنے لگی تھیں۔ چنانچہ بڑھتے ہوئے عدم توازن کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے فعالیت کا مظاہرہ کیا اور جنوری 2018ء سے ہی زری پالیسی میں سختی لانا شروع کر دی تھی۔ تاہم مرکزی بینک کی کوششیں کسی حد تک غیر مؤثر رہیں کیونکہ ان کے ہمراہ مالیاتی یکجائی کا عمل نہیں کیا گیا۔

مالی سال 19ء کے آغاز میں جڑواں خساروں اور زرِ مبادلہ کے ذخائر کی مخدوش سطح سے نمٹنا حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل تھی۔ تاہم حکومت نے پہلے آئی ایم ایف کے تعاون کے بجائے ملکی سطح پر استحکام کے پروگرام کا انتخاب کیا۔ اس میں شرح سود بڑھانے کے علاوہ روپے کی قیمت کو معاشی مبادیات سے ہم آہنگ کرنا اور درآمدات کو محدود کرنے کے لیے کئی ضوابطی اقدامات کرنا شامل تھا۔ اس حکمت عملی سے مثبت نتائج برآمد ہوئے اور درآمدات میں واضح کمی آئی۔ اس کے ساتھ کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں بھرپور نمو نے مالی سال 19ء میں جاری کھاتے کے خسارے میں نمایاں بہتری لانے میں کردار ادا کیا۔

اس بہتری کے باوجود ذخائر کی مجموعی صورتِ حال ہمت آزما رہی کیونکہ جاری کھاتے کا خسارہ پورا کرنا اور بیرونی قرضے کی ذمہ داریاں نبھانا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔ جوں جوں سال گزرا یہ واضح ہو گیا کہ یہ دوطرفہ رقوم آئی ایم ایف پروگرام کا متبادل نہیں، اس کو محض تقویت دے سکتی ہیں۔ توازن ادائیگی کی براہِ راست امداد کے علاوہ

آئی ایم ایف پروگرام کی چھتری تلے آنے سے دیگر بین الاقوامی مالی اداروں کو بھی تسلی ہو جاتی ہے اور حکومت کو بیرونی سرمایہ کار لانے اور بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں سے رقوم اکٹھا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آخر مئی 2019ء میں حکومت کا آئی ایم ایف سے معاہدہ ہو گیا۔

مالیاتی عدم توازن کے حوالے سے نئی حکومت نے ٹیکس رعایات جزوی طور پر ختم کرنے کا اعلان کیا اور پی ایس ڈی پی میں کٹوتیوں پر عملدرآمد کیا۔ تاہم سال کے آخر تک یہ اقدامات ناکافی ثابت ہوئے کیونکہ ٹیکس محاصل کی وصولی ہدف سے کافی کم رہی۔ ٹیکس وصولی کی کوشش میں یہ حقیقت بھی نمایاں تھی کہ سال کے دوران محاصل نامیہ جی ڈی پی نمو کی رفتار کا بھی ساتھ نہ دے سکے۔ مزید برآں، ان شعبوں سے جو عموماً محاصل کی وصولی میں بڑا حصہ رکھتے ہیں کم وصولی اور نان ٹیکس محاصل پر حد سے زیادہ دارومدار سے یہ امر سامنے آیا کہ محاصل اکٹھا کرنے والے گنے چنے شعبوں پر بہت زیادہ انحصار کیا جارہا ہے۔ دریں اثنا پورے سال محاصل اور اخراجات کا فرق ختم کرنے کے لیے حکومت اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض لیتی رہی جس نے تخفیفی زری پالیسی کے اثرات کو کسی حد تک زائل کر دیا۔

اخراجات کا پہلو بھی اتنا ہی کمزور ثابت ہوا۔ ترقیاتی اخراجات میں بھاری کمی کے باوجود مجموعی مصارف کی نمو پچھلے برس سے زیادہ رہی۔ نہ صرف سودی ادائیگیاں خاصی بڑھ گئیں بلکہ غیر سودی جاری اخراجات بھی کمزور رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بنیادی خسارہ بگڑ گیا جبکہ مجموعی مالیاتی خسارہ تاریخ کی بلند ترین سطح پر جا پہنچا۔ اس کی وجہ سے سرکاری قرضہ کہیں زیادہ تیزی سے جمع ہو گیا جبکہ ایف آر ڈی ایل اے کے تحت حد سے مزید انحراف ہوا۔ یہ حرکیات ان اہم چیلنجوں میں شامل رہیں جن کا مالی سال 20ء کی ابتدا میں حکومت کو سامنا تھا۔

معاشی اعتدال کے پس پشت ٹھوس عوامل کے علاوہ، سال کے بیشتر حصے کے دوران بے چینی کا ایک عنصر مسلسل قائم رہا جسے متعدد مضمر عوامل سے تحریک ملتی رہی۔ ان میں مندرجہ ذیل شامل تھے: آئی ایم ایف پروگرام پر دستخط کے بارے میں قیاس آرائیاں؛ ایف اے ٹی ایف کے جائزوں کے ممکنہ مضمرات پر تشویش؛ کرنسی کی قدر میں کمی کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت؛ اور بھارت کے ساتھ کشیدگی۔ ان حالات نے کاروباری اداروں اور صارفین کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی، کرنسی اور ایکویٹی منڈیوں کو غیر مستحکم کیا اور بعض صورتوں میں غیر ارادی طور پر غیر رسمی طریقے اختیار کیے جانے کے عمل کی راہ دکھائی۔

اس دوران عمومی مہنگائی میں مسلسل اضافہ پورے مالی سال 19ء کے دوران مستقل تشویش کا باعث رہا۔ مالی سال 18ء کے مضمر طلبی دباؤ کے مہنگائی پر اثر کے ہمراہ مالیاتی خسارے پر قابو پانے کے لیے توانائی کی مقررہ قیمتوں میں اضافے کے حکومتی فیصلے نے صورتِ حال کو مزید بگاڑا۔ اس نے صارف اشاریہ قیمت کے توانائی اور ٹرانسپورٹ کے اجزا کے ذریعے مہنگائی کے دباؤ کو مزید تحریک دی؛ جب دورِ ثانی کے اثرات سامنے آئے تو غیر غذائی اشیا کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ علاوہ ازیں، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، جس نے زیادہ تر درآمد شدہ اشیا نیز بہت زیادہ درآمدی مواد کی حامل اشیا پر اثر ڈالا، اور مالی سال 19ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران غذائی اشیا کی قیمتوں میں بھاری اضافے نے مہنگائی کی رفتار بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ اگرچہ مالی سال کے دوران پالیسی ریٹ میں چھ لگاتار اضافوں نے مالی سال 19ء کے آخر میں نرخوں پر طلبی دباؤ کم کرنے میں مدد دی تاہم مہنگائی بلند رہی۔ خاص طور پر غذائی مہنگائی میں اضافہ نمایاں رہا کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ انتظامی اقدامات کمزور ہیں اور چھوٹی ملکی فصلوں کو نقصان جیسے غیر متوقع دھچکوں کی صورت میں ہنگامی منصوبوں کا فقدان ہے۔

علاوہ ازیں معاشی چیلنجوں سے بینکوں کے غیر فعال قرضوں کے حوالے سے کچھ مسائل سامنے آئے۔ یہ قرضے مالی سال 19ء کے دوران بہت بڑھ گئے۔ سال بسال بنیاد پر مجموعی غیر فعال قرضوں میں دوران سال 23.2 فیصد کی نمو درج کی گئی جو مالی سال 11ء سے اب تک کی بلند ترین نمو ہے۔ یہ صورت نجی شعبے کے قرضے میں 3.3 فیصدی درجے کی کمی کے ہمراہ دیکھی گئی کیونکہ معیشت میں اعتدال اور کئی استحکامی اقدامات کے باعث معینہ سرمایہ کار جز نصف سے بھی کم ہو گیا۔ بہر حال خام مال کی بلند قیمتوں کی بنا پر جاری سرمائے کی ضروریات گذشتہ سال سے بڑھ گئیں۔

وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو اگرچہ حقیقی جی ڈی پی نمو مالی سال 17ء اور 18ء کے دوران بڑھی تاہم مالی سال 19ء میں یکدم کمی نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ ان برسوں میں معاشی توسیع پائیدار حکمتِ عملی پر مبنی نہیں تھی اور مختلف استحکامی اقدامات جیسے ترقیاتی اخراجات سے اثر پذیر تھی۔ اس بنا پر معیشت کو درپیش ساختی خامیاں ایک بار پھر سامنے آئی ہیں جن پر پالیسی کے حوالے سے فوری توجہ درکار ہے۔ مثال کے طور پر مسلسل بڑھتی ہوئی ٹیکس تا جی ڈی پی شرح مالیاتی پائیداری کے لیے لازمی ہے۔ تاہم یہ شرح مسلسل دو برسوں تک بڑھنے کے بعد مالی سال 19ء میں کافی سکڑ کر یک ہندسی رہ گئی۔ اس سے بھی زیادہ تشویشناک بلند مالیاتی خسارہ ہے جو دوران سال ترقیاتی اخراجات میں خاصی کمی کے باوجود بڑھا۔ یہ سب کچھ پاکستان کے ٹیکس نظام کی بنیادی ساختی خرابیوں کو اجاگر کرتا ہے جو ٹیکس کی پست اساس سے ابھرنے والی کمزوریوں اور ٹیکس پالیسیوں کے ایڈہاک طور طریقوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اوّل، ٹیکس خسارہ وسیع تر معاشی سست رفتاری کے پس منظر میں سامنے آیا ہے جو چند ذرائع پر حد سے زیادہ انحصار کی طرف اشارہ اور ایک پست ٹیکس اساس سے پیدا ہونے والی کمزوری کو واضح کرتا ہے۔ دوم، سال کے آخر کے اہداف پورے کرنے کی خاطر یکساں اور مربوط پالیسیوں کی تشکیل و نفاذ کی جگہ اکثر و بیشتر ایڈہاک طرزِ عمل (جیسے ٹیکس شرح میں بار بار تبدیلیاں) اختیار کرلیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹیکس نظام کو بہتر بنانے کے لیے مزید مربوط کاوشیں درکار ہیں۔ وفاقی سطح کے علاوہ صوبوں کو بھی اپنے محاصل کی بنیاد بڑھانے کی کوششیں کرنی چاہئیں۔

ایک اور باعثِ تشویش یہ ہے کہ اگرچہ مالی سال 19ء میں برآمدات میں حجم کے لحاظ سے خاطر خواہ نمو ہوئی تاہم قدر کے لحاظ سے مجموعی درآمدی وصولیاں گھٹ گئیں۔ اس کمی کی وضاحت اہم برآمدی مصنوعات، جیسے ملبوسات، سوتی کپڑے، باسمتی چاول اور لیدر گارمنٹس، کی اکائی قدروں میں کمی سے ہوتی ہے جن میں حجم کے اعتبار سے اضافہ ہوا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ علاقائی حریف بھی اس قسم کی برآمدی اشیا کی اکائی قدر میں کمی سے متاثر ہوئے۔ اس دوران گندم اور چینی کی برآمدات میں کمی دوسری سہ ماہی اور اس کے بعد ان اجناس کی پست برآمدی زراعانت سے منسوب کی گئی۔

مزید برآں، ساختی عدم توازن کے بعض پہلو اور خامیاں عرصے سے بڑھتی جارہی ہیں۔ ان میں سب سے اہم جی ڈی پی کے اجزا میں خدمات کا روز افزوں حصہ ہے جو زیادہ تر ناقابل تبادلہ ہیں اس لیے ان سے برآمدات کی بنیاد میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اس دوران اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کا حصہ گھٹ رہا ہے۔ اس طرح زیادہ گہری ساختی اصلاحات کی ضرورت ہے جن کے ذریعے (الف) پیداواری سطح میں بہتری کے ذریعے ملکی اور عالمی منڈیوں دونوں میں پاکستانی اشیا کی مسابقت کو مزید بڑھا کر اجناس پیدا کرنے والے شعبوں میں کمی کو روکا جائے؛ (ب) مصنوعات اور مارکیٹ میں بلند سطح کا تنوع پیدا کرکے خود کو بین الاقوامی رجحانات کے مطابق ڈھالا جائے؛ اور (ج) برآمد کے قابل خدمات کی طرف بتدریج پیش رفت کو ممکن بنایا جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا کہ انسانی سرمائے اور پیداواریت میں بامعنی بہتری لائی جائے۔ معیاری تعلیم، صحت اور پیشہ ورانہ تربیت کو اوّلین ترجیح دی جانی چاہیے۔ چونکہ نمو کی پائیداری کا دارومدار انہی عوامل پر ہے اس لیے سرکاری اور نجی شعبے دونوں کی کوششوں کی ضرورت ہے۔

اس کے لیے جی ڈی پی میں سرمایہ کاری کا حصہ بھی بہتر بنانا ہوگا جو پاکستان میں تاریخی طور پر کم رہا ہے خصوصاً جب اعلیٰ کارکردگی کی حامل دیگر ایشیائی معیشتوں سے موازنہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں خاصا لٹریچر موجود ہے جس میں پاکستان میں سرمایہ کاری کا حصہ بڑھانے کے لیے معاشی استحکام اور بچت جیسے عوامل کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ تاہم جیسا کہ استحکام کے ادوار میں نظر آتا ہے، ماضی میں تھوڑا عرصہ پہلے سے ہی پاکستان کی جی ڈی پی میں سرمایہ کاری کا حصہ جمود کا شکار ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر رپورٹ کے باب 7 میں کم بچت، کھوکھلی مالی منڈیوں، بلند انحصار کی شرح یا بڑے غیر رسمی شعبے سے متعلق روایتی طرزِ فکر سے آگے بڑھ کر قانونی اور ادارہ جاتی کمزوریوں کا تعین کیا گیا ہے جو پاکستان میں سرمایہ کاری کی کم سطح کی ذمہ دار قرار دی جاسکتی ہیں۔ ان میں سرمایہ کاری پالیسیوں میں قانونی اور عملی اختلافات؛ ایس ایم ای شعبے میں مثلاً ناقص انتظامی طور طریقوں کی بنا پر جمود؛ انسانی سرمائے کی ترقی کی بری حالت؛ ناکارہ ادارہ جاتی اور عملی ڈھانچہ اور ایکویٹی اور قرضہ جاتی مالکاری تک رسائی کا فقدان شامل ہیں۔

1.2 مالی سال 19ء کا جائزہ

حقیقی شعبہ

مالی سال 19ء میں حقیقی جی ڈی پی نمو کم ہو کر 3.3 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ برس 5.5 فیصد تھی۔ معیشت کے تمام شعبوں نے اس ناقص کارکردگی میں حصہ ڈالا تاہم سب سے بڑی کمی اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی وجہ سے آئی۔ اس سست رفتاری کو زیادہ تر تخفیفی معاشی پالیسیوں اور شرح مبادلہ میں کمی کے بعد مہنگائی کے دباؤ سے منسوب کیا گیا۔ شعبہ خدمات پچھلے چند برسوں کی نسبت کم رفتار سے بھی بڑھا۔

زراعت میں سست نمو کی بنیادی وجہ اہم فصلوں کی ناقص کارکردگی تھی۔ مکئی کے سوا، اہم فصلوں کی پیداوار گذشتہ سال سے کم رہی۔ پانی کی کم دستیابی نے، خصوصاً سندھ میں، زیرِ کاشت رقبے کو محدود کیا جبکہ کھاد کا کم استعمال (خاص طور پر بلند قیمتوں کی بنا پر) غیر متاثر کن پیداوار کا سبب بنا۔ دیگر فصلوں میں روغنی بیجوں کی کاشت میں کسی قدر بحالی کے باعث معمولی سے کچھ بہتر نمود دیکھی گئی۔ نمایاں ترین پہلو کپاس کی مسلسل ساتویں برس سالانہ ہدف سے کم پیداوار تھی جس کا سبب زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست پیداوار تھی۔ **باکس 2.1** میں ہمسر ممالک کے تجربے کا جائزہ لیتے ہوئے کپاس، جو نقد آور فصل اور ٹیکسٹائل صنعت کا انتہائی اہمیت کا حامل خام مال ہے، کی پیداوار بڑھانے کے لیے مقامی تناظر میں اپنائے جاسکنے والے پالیسی اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس دوران گلہ بانی کا شعبہ مالی سال 19ء میں اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں کامیاب رہا جس کا بڑا سبب ڈیری مصنوعات میں اضافۂ قدر ہے۔

صنعتی شعبے کو مالی سال 19ء کے دوران کم مالیاتی خرچ اور زری سختی کے نتائج کا سامنا رہا۔ یہ سست رفتاری سرکاری و نجی شعبوں دونوں کی کم سرمایہ کاری کی بنا پر تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں زیادہ نمایاں تھی۔ علاوہ ازیں گاڑیوں کی صنعت، جس میں مقامیت کا پہلو کم ہے، شرح مبادلہ میں کمی سے سخت متاثر ہوئی اور اسمبلرز نے اس کا اثر بلند خردہ نرخوں کی شکل میں صارفین کو منتقل کر دیا۔ دریں اثنا بجلی کی پیداوار کے لیے ایندھن کے سستے ذرائع کے سلسلے میں حکومت کی مسلسل کوششوں نے پیٹرولیم صنعت کے امکانات ختم کر دیے۔ اس کے علاوہ ٹیکسٹائل اور غذائی صنعتوں کی کارکردگی بھی پست رہی۔ موخر الذکر میں چینی کی صنعت کی پیداوار زیادہ تر پہلے کے فاضل اسٹاک کی موجودگی اور خام مال کی کم دستیابی کی وجہ سے رکاوٹ کا شکار ہوئی۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ بجلی کی پیداوار کی بھرپور نمو اور بجلی و گیس کی تقسیم نے صنعتی شعبے کے زوال کے اثر کو جو بصورتِ دیگر وسیع البنیاد ہوتا کسی قدر دھیما کر دیا۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبے میں سست رفتاری کا اثر شعبہ خدمات تک پہنچ گیا۔ خصوصاً تھوک اور خردہ تجارت پر حقیقی معیشت کے دیگر حصوں سے اثر پڑا۔ اسی طرح ڈپازٹ کے کم جمع ہونے اور نجی شعبے کو بینکوں کے قرض کی پست سطح نے مالیات اور بیمے کی سرگرمیوں میں اعتدال پیدا کیا۔ اس کے مقابلے میں روڈ ٹرانسپورٹ کی خدمات خاصی بڑھ گئیں اور اس کی نمو ایک سال قبل کی نسبت تقریباً دگنی ہو گئی۔ اس دوران عمومی حکومتی خدمات کی نمو اسی طرح خاصی زیادہ رہی جس کا سبب حکومتی ملازمین کے معاوضوں کا زیادہ ہونا ہو سکتا ہے۔

زری پالیسی اور مہنگائی

بڑھتی ہوئی عمومی مہنگائی، زرِ مبادلہ کے ذخائر کی کم سطح اور جڑواں خساروں کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک کی مانیٹری پالیسی کمیٹی نے پورے مالی سال 19ء کے دوران زری سختی کا موقف قائم رکھا۔ کمیٹی نے قوزی مہنگائی میں اضافے کا بھی ذکر کیا۔ مرکزی بینک نے سال کے چھ کے چھ فیصلوں میں پالیسی ریٹ بڑھایا جس میں مجموعی طور پر 575 بیسس پوائنٹس کا اضافہ ہوا۔

کئی عوامل بشمول مضمر طلبی دباؤ، مقررہ قیمتوں میں اضافے اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی منتقلی سے مہنگائی میں تیزی آئی۔ مالی سال کے ابتدائی مہینوں کے دوران بڑھتی ہوئی مہنگائی کے رجحان کی زیادہ تر وضاحت قوزی مہنگائی سے ہوتی ہے۔ تاہم اگلے مہینوں میں غذائی اور توانائی کی مہنگائی نے مہنگائی کے دباؤ کو بدتر کر دیا۔ اس طرح مالی سال 19ء کے دوران پاکستان میں عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 7.3 فیصد رہی جبکہ پچھلے برس 3.9 فیصد تھی۔

اس دوران مالی سال 19ء میں نجی شعبے کے قرضے کی نمو زری سختی کے نتیجے میں کم ہوگئی۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال کی پوری پہلی ششماہی میں نجی قرضے کا استعمال بلند رہا جس کا بڑا سبب برآمدی صنعتوں کا جاری سرمائے کی مالکاری بھاری مقدار میں حاصل کرنا تھا۔ بعد ازاں مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی میں جب معاشی سست رفتاری بڑھی تو قرضے کی نمو بھی گھٹ گئی۔

اس کے برعکس مالی سال 19ء میں حکومتی میزانیہ قرض گیری گذشتہ برس کی نسبت خاصی بڑھ گئی۔ اس کی وجہ جاری اخراجات میں نمایاں اضافے کے ساتھ محاصل کی وصولی میں سست رفتاری تھی جس نے پی ایس ڈی پی میں کٹوتی کے اثر کو کافی حد تک زائل کر دیا۔ مزید یہ کہ پی ایس ای کا قرضہ ایک سال پہلے کے جی ڈی پی کے 4.0 فیصد سے یکدم بڑھ کر مالی سال 19ء میں 5.3 فیصد تک جا پہنچا۔ اس طرح رسدِ زر کی نمو زیادہ تر سرکاری شعبے کی طرف رہی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زری پالیسی کی اثر انگیزی کو بڑھانے کے لیے مالیاتی نظم وضبط برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔

مالیاتی پالیسی

مالی سال 19ء میں اہم مالیاتی اظہاریے مزید بگڑ گئے۔ دوران سال بجٹ خسارہ جی ڈی پی کا 8.9 فیصد تھا جو تاریخ کی بلند ترین سطح ہے اور بجٹ 19-2018ء میں مقرر کردہ 6.0 فیصد ہدف سے کہیں زیادہ ہے۔ اس بگاڑ کا سبب محاصل کی وصولی میں یکدم کمی اور جاری اخراجات میں بہت زیادہ اضافہ تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کچھ ایسے عوامل نے بھی جو مالیاتی حکام کے قابو سے باہر تھے اس بگاڑ میں کردار ادا کیا۔ ان میں دیگر کے علاوہ شرح سود میں بھاری اضافہ (جس سے قرض کی واپسی کا بوجھ بڑھ گیا)، محاصل کے حوالے سے قانونی رکاوٹیں اور معیشت میں مجموعی سست رفتاری شامل ہیں۔

مالی سال 19ء کے دوران مجموعی محاصل 6.3 فیصد کم ہوگئے جس کا بڑا سبب نان ٹیکس محاصل میں بڑی کمی ہے۔ ٹیکس محاصل اس لیے بھی جمود کا شکار ہوئے کہ ایف بی آر کی وصولی سالانہ ہدف سے کافی کم رہ گئی۔ صوبائی وصولی بہتر ہوئی لیکن اس کی سطح اتنی کم تھی کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ترقیاتی اخراجات میں بھاری کمی مجموعی اخراجات کی رفتار پر قابو پانے کے لیے کافی نہ تھی جو مالی سال 19ء کے دوران 11.3 فیصد بڑھ گئے جبکہ جاری اخراجات میں بہت تیزی آئی جس کا بڑا سبب بلند سودی ادائیگیاں تھیں۔

ملکی اور بیرونی قرض

مالی سال 19ء میں قرضے کی حرکیات میں مزید بگاڑ پیدا ہوا۔ مطلق لحاظ سے پاکستان کے مجموعی قرض وواجبات مالی سال 19ء کے اختتام تک 40.2 ٹریلین روپے تک پہنچ گئے یعنی دوران سال 10.3 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا۔ قرض وواجبات میں اس اضافے کا ایک تہائی مالکاری ضرورت کی بنا پر تھا۔ بقیہ تبدیلی روپے کی قدر میں کمی کی بنا پر بیرونی قرضے کے اسٹاک کی نوقدر پیمائی سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں، دوست ممالک سے توازن ادائیگی کی مد میں اعانت اور آخراً حکومتی قرض میں بھاری اضافے کی وجہ سے ہوئی جو اس نے بینکاری نظام میں جمع کیا۔

انتظام قرض کے نقطہ نظر سے حکومت نے مالی سال 19ء میں اپنے ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی میں بڑی تبدیلی کی۔ مجموعی ملکی قرضے میں طویل مدتی قرضے کا حصہ ایک سال پہلے کے 45.8 فیصد کے سے بڑھ کر مالی سال 19ء میں 73.4 فیصد ہوگیا۔ اگرچہ اس ساختی تبدیلی سے اجرائے ثانی کے خطرات کم ہوگئے تاہم اس کے نتیجے میں قرض کی واپسی زیادہ مہنگی ہوسکتی ہے۔ بیرونی قرضے کے اندر کمرشل قرضوں کا حصہ مالی سال 19ء میں مزید بڑھا۔ مستقبل میں بیرونی قرضے کی واپسی مزید مشکل ہونے کا خدشہ ہے

کیونکہ زیادہ تر قرضے رواں شرح سود پر حاصل کیے گئے تھے۔ بین الاقوامی نشانیہ شرح سود میں اضافے یا ریٹنگ ایجنسیوں کی جانب سے کریڈٹ ریٹنگ میں تبدیلیوں سے سنگین سوالات سامنے آسکتے ہیں خاص طور پر اس وقت جب بیرونی قرضے کی پائیداری کے اظہاریوں میں بگاڑ نظر آیا ہے۔

بیرونی شعبہ

کلاں معاشی ردّوبدل کی پالیسیاں نافذ ہونے کے بعد جو بیرونی عدم توازن پچھلے دو سال سے اکٹھا ہو رہا تھا مالی سال 19ء میں اس میں بہتری دکھائی دینے لگی ہے۔ خاص طور پر جاری کھاتے کا فرق، جو مالی سال 18ء میں تاریخی بلند سطح پر پہنچ گیا تھا، خاصا کم ہو گیا ہے۔

یہ بہتری اشیائے تجارت اور خدمات دونوں کی درآمدی ادائیگیوں میں سکڑاؤ اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی بھرپور نمو کے باعث آئی۔ سی پیک کے ابتدائی منصوبوں کی تکمیل اور پست پی ایس ڈی پی خرچ بجلی اور برقی مشینری کی درآمدات میں نمایاں کمی پر منتج ہوا جبکہ طیاروں کی درآمدی ادائیگیوں کے معمول پر آنے سے بھی مدد ملی۔ پالیسی کی بنا پر پیدا ہونے والی سست رفتاری نے تعمیراتی سرگرمیوں کو متاثر کیا جس سے درآمد شدہ خام مال جیسے لوہا اور فولاد اور بھاری گاڑیوں کے ایندھن (یعنی ایچ ایس ڈی) کی طلب تیزی سے کم ہوئی اور اس نے درآمدی ادائیگیوں کو گھٹانے میں کردار ادا کیا۔ مالی سال 19ء کی دوسری ششماہی میں تیل کی عالمی قیمتیں گرنے سے بھی کافی مدد ملی جس نے خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کے حجم میں کمی کا ساتھ دیا اور تیسری اور چوتھی سہ ماہی دونوں میں توانائی کی درآمدی ادائیگیوں کو گھٹایا۔ نتیجے کے طور پر آخری دو سہ ماہیوں میں مجموعی درآمدی ادائیگیاں کافی کم ہو گئیں اور انہوں نے مالی سال 19ء کی پہلی ششماہی میں اضافے کی تلافی کر دی۔

اس کے ساتھ ہی کارکنوں کی ترسیلاتِ زر مالی سال 19ء میں ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئیں۔ بیشتر سال بسال اضافہ امریکہ، برطانیہ اور ملائیشیا کی راہداریوں سے آیا۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ سب سے بڑے ذریعے — سعودی عرب — سے آنے والی رقوم، جو دو برسوں سے زوال پذیر تھیں، سال کے دوران پھر بڑھ گئیں۔ اس اضافے کا سبب باضابطہ چینلز سے ترسیلاتِ زر کے بہاؤ کو بڑھانے کے لیے سمندر پار پاکستانیوں اور کمرشل بینکوں دونوں کے لیے اعلان کردہ کئی ترغیبات ہیں۔

جاری کھاتے کے کم خسارے کے باوجود پاکستان کو دوران سال قرضوں اور یوروبانڈ کی رقوم کی واپسی کے لیے خاصی بیرونی مالکاری کا انتظام کرنا پڑا۔ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی شکل میں آنے والی رقوم، مقامی ایکویٹی مارکیٹ میں آنے والا نجی زرِمبادلہ اور عالمی مالی اداروں کی مالکاری جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ نتیجتاً پاکستان کو اپنی بیرونی مالکاری کی ضروریات کی تکمیل کے لیے دوطرفہ شراکت داروں یعنی چین (چینی حکومت اور کمرشل بینک دونوں)، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور قطر پر انحصار کرنا پڑا۔ ان ذرائع سے آنے والی رقوم بہت اہم ثابت ہوئیں اور ملک کے زرِمبادلہ کے ذخائر کی کمی کو روکنے میں معاون ہوئیں۔

1.3 پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلّی معاشیات سے آگے

سرمایہ کاری کو معاشی ترقی کے عمل کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم پاکستان کی سرمایہ کاری تا جی ڈی پی شرح 1980ء کی دہائی سے نہ صرف مسلسل زوال پذیر ہے بلکہ دیگر علاقائی اور ہمسر معیشتوں کی شرحوں سے خاصی پیچھے بھی ہے۔ اس پریشان کن رجحان کی وضاحت کے لیے کلّی معاشی تعینی عناصر جیسے مجموعی استحکام، ضوابطی غیر یقینی کیفیت، بچت کی کم شرح، کھوکھلی مالی منڈیوں اور ایک بڑی غیر رسمی معیشت کا عموماً حوالہ دیا جاتا ہے۔ تاہم جیسا کہ **باب 7** میں اجاگر کیا گیا ہے، صرف کلی معاشی عوامل پوری تصویر پیش نہیں کرتے اور ملک میں سرمایہ کاری کی حرکیات اس سے زیادہ باریکیاں رکھتی ہے۔

پچھلے برسوں کے دوران سرمایہ کاری پالیسیوں، قوانین اور دوطرفہ معاہدوں کے درمیان تناقضات کے ساتھ کاروبار کے لیے قانونی اور حقیقی عملی ماحول میں نمایاں اختلافات نے بھی ملکی نیز بیرونی سرمایہ کاروں کو ملک میں اپنی تشکیل سرمایہ کو توسیع دینے سے گریز پر مائل کیا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں ٹیکس سسٹم کی پیچیدہ نوعیت؛ بدعنوانی کا تاثر اور شرح اور پیچیدہ دستاویزی طریقوں کی وجہ سے متعدد فرمیں اپنے آپریشنز کی دستاویزیت اور ٹیکس نیٹ کا حصہ بننے سے گریز کرتی ہیں۔ نجی شعبے میں

چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں کے ناقص انتظامی طور طریقے مصنوعات کے تنوع، مشینری کی اپ گریڈیشن، آپریشنل ترقی اور نمو پر کم سے کم توجہ مرکوز کیے جانے کا باعث بنے ہیں۔ اسی طرح انسانی سرمائے کی ترقی کی کم سطح اور مسابقت کی پست درجہ بندیاں بھی ان اسباب کی تشریح کرتی ہیں جو سرمایہ کاری کو اپنی طرف کھینچنے، اس میں سہولت پیدا کرنے اور نمو کے امکانات کو بروئے کار لانے کے حوالے سے پاکستان کے دوسری معیشتوں سے پیچھے رہ جانے میں کارفرما ہیں۔ یہ امر واضح ہے کہ پاکستان میں پیداواری تشکیل سرمایہ کو محدود کرنے والے عوامل ملکی اور بیرونی سرمایہ کاروں دونوں کے حوالے سے مشترک رہے ہیں۔ تاہم چونکہ ملکی سرمایہ کاروں کے تاثر کے لحاظ سے محدود معلومات دستیاب ہیں اس لیے اس باب میں ان سرویز پر بہت زیادہ انحصار کیا گیا ہے جن میں بیرونی سرمایہ کاروں کی آراء/خدشات ظاہر ہوتی ہیں مثلاً او آئی سی سی آئی کا تاثر اور سرمایہ کاری سروے۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ حکومت نے ٹیکس سسٹم کو درست کرنے اور ملک کے سرمایہ کاری کے فروغ کے ادارے (BOI) کی قیادت میں پالیسی مشاورت اور سرمایہ کاری کو برقرار رکھنے کے اقدامات پر توجہ دینا شروع کر دی ہے۔ تاہم بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اوّل، انسانی سرمائے کی ترقی کی صوبائی اور وفاقی پالیسیاں ہم آہنگ ہونی چاہئیں۔ دوم، بہترین عالمی روایات کی روشنی میں سرمایہ کاری قوانین اور پالیسی دستاویزات کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ سوم، اگرچہ ایس ایم ای کے شعبے کی ترغیب کاری اہمیت رکھتی ہے تاہم اس عمل کو بہت سوچ سمجھ کر اس طرح انجام دیا جانا چاہیے کہ امکانات اور عزائم رکھنے والی تمام فرموں کو فائدہ ہو۔ چہارم، اگرچہ حکومت کی آغازہ کردہ دستاویزیت اور ٹیکس خودکاری کی حالیہ مہم سے مستقل قریب میں مثبت نتائج برآمد ہوں گے تاہم پالیسی میں اس نوعیت کی تبدیلیوں کے بارے میں نجی شعبے کو واضح طور پر آگاہ کیا جانا چاہیے تاکہ ان کی تشویش دور ہو اور مناسب عملدرآمد کو یقینی بنایا جاسکے۔ آخراً، ریاست کو معیشت کے اہم شعبوں میں سرمایہ کاری کے سلسلے میں قائدانہ کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ نجی شعبے کو ایک معتبر اور سازگار ایکو سسٹم مل جائے جس میں تحقیق و ترقی اور تشکیل سرمایہ کی سرگرمیاں انجام دی جاسکیں۔

1.4 معاشی منظرنامہ

مالی سال 20ء کے دوران کلّی معاشی استحکام معاشی پالیسیوں کا سنگِ بنیاد بنا رہے گا۔ امکان ہے کہ حقیقی جی ڈی پی نمو کم رہے گی گو کہ بحالی کی ابتدائی علامات ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ ترقیاتی اخراجات کو اس میں محور کی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ پاکستان کی جی ڈی پی نمو اور پی ایس ڈی پی اخراجات کے درمیان ایک ہی سمت میں آگے بڑھنے کا میلان دیکھا گیا ہے اور مالی سال 19ء میں بھی یہی صورت رہی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت نے مالی سال 19ء میں اصل اخراجات کے مقابلے میں دوران سال پی ایس ڈی پی کے لیے زیادہ بجٹ مقرر کیا ہے۔ دیگر ممکنہ محرکات میں آئی ایم ایف پروگرام کے حوالے سے مارکیٹ کے احساسات میں بہتری شامل ہیں۔ گذشتہ سال کی نسبت شعبہ زراعت کی بہتر کارکردگی اور جاری کھاتے کے توازن میں مزید بہتری سے بھی حتمی نتیجہ بہتر ہوسکتا ہے۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	م س19ء	م س20ء	
		ہدف[1]	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں[2]
	فیصد نمو		
حقیقی جی ڈی پی	3.3	4.0	3.0-4.0
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)	7.3	8.5*	11.0-12.0
	ارب ڈالر		
ترسیلاتِ زر	21.8	24.0	22.5-23.5
برآمدات (ایف او بی)	24.2	26.2	25.4-25.9
درآمدات (ایف او بی)	52.4	53.7	49.8-50.3
	فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ	8.9	7.1	6.5-7.5
جاری کھاتے کا خسارہ	4.8	3.0	2.5-3.5

ماخذ: [1]وزارت خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن؛ [2]بینک دولت پاکستان۔ * ص ا ق مہنگائی کی پیشگوئی، سالانہ منصوبہ 20-2019ء پلاننگ کمیشن

اس دوران امکان ہے کہ مہنگائی مالی سال 20ء کے لیے پلاننگ کمیشن آف پاکستان کی سالانہ پیش گوئی سے تجاوز کر جائے گی (**جدول 1.2**)۔ اگرچہ طلبی دباؤ کم ہوگیا ہے تاہم مالی سال کی پہلی ششماہی میں یوٹیلٹیز کی قیمتوں میں یکبارگی ردّوبدل اور مالی سال 20ء کے بجٹ کے دیگر اقدامات کی بنا پر لاگت سے متعلق اثرات زیادہ نمایاں ہوسکتے ہیں۔ دوسری ششماہی تک حکومت کی جانب سے خسارے کی تسکیک کے خاتمے کی مدد سے قیمتوں کا دباؤ کم ہونا شروع ہوسکتا ہے جس سے مالی سال 21ء میں خاصی پست

مہنگائی کا ماحول بن سکتا ہے۔ تاہم سرحد پار کشیدگی (جو مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی سے وقتاً فوقتاً بڑھتی رہی ہے اور مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں سنگین تر ہو گئی) اضافے کا خطرہ ظاہر کرتی ہے کیونکہ یہ کشیدگی غذائی مہنگائی بڑھانے کا رجحان رکھتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عالمی سست رفتاری کی کے خطرے کو ظاہر کرتی ہے خصوصاً اگر تیل کی عالمی قیمتیں توقع سے زیادہ گر گئیں۔

بیرونی شعبے کا منظر نامہ اضافے اور کمی دونوں کے خطرات سے دوچار ہونے کے باوجود مجموعی طور پر مثبت ہے۔ جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 19ء کے دوران سال بسال کم ہونے کے بعد مالی سال 20ء میں مزید گرنے کی توقع ہے۔ برآمدات کے بارے میں پیش گوئی ہے کہ دوران سال بڑھیں گی بشرطیکہ ملک کے اہم تجارتی شراکت داروں میں طلب کے حالات موافق اور اجناس کی منڈیوں میں تیزی رہے۔ خاص طور پر مالیاتی تحرک اور اہم معیشتوں کے درمیان تجارتی گفت وشنید کا کامیاب تصفیہ عالمی صارفی طلب کو تقویت دینے میں اہم کردار ادا کرے گا جو برآمدی شراکت داروں بشمول پاکستان کے لیے نیک شگون ہو گا اور بیرونی سرمایہ کاری کے امکانات بہتر ہوں گے۔ چین کے ساتھ ایف ٹی اے II اور انڈونیشیا کے ساتھ ترجیحی تجارتی معاہدہ بھی برآمدات میں تیزی لا سکتا ہے۔ درآمدات میں کمی جاری کھاتے کی بہتری میں اہمیت کی حامل ہو گی کیونکہ پالیسی کی بنا پر درآمدی سکڑاؤ پست نرخوں کے ساتھ ساتھ جاری رہے گا بشرطیکہ تیل کی عالمی قیمتوں کی وجہ سے کوئی منفی دھچکا نہ آئے۔ مزید برآں، پاکستان ریمی ٹنس انی شیٹو کے تحت کیے گئے اقدامات اور سمندر پار پاکستانیوں کو دی گئی مراعات کے طفیل مالی سال 20ء میں کارکنوں کی ترسیلاتِ زر بھرپور رہنے کی توقع ہے۔

اس کے مقابلے میں مالیاتی شعبے کا منظر نامہ اتنا سادہ نہیں۔ مالی سال 20ء کے بجٹ میں ٹیکس سسٹم کی کوتاہیاں دور کرنے اور دستاویزیت بڑھانے کی مخلصانہ کاوش مذکور ہے۔ اس کے مطابق محاصل میں اضافے اور اخراجات میں کمی کے ذریعے خسارے نمایاں طور پر کم کیا جائے گا۔ تاہم وسیع تر معاشی سست رفتاری کے عین بیچ ٹیکس وصولی کا بھاری ہدف حاصل کرنا دشوار ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر معاملات لگ بھگ منصوبے کے مطابق چلتے رہے تو مالیاتی خسارہ پھر بھی 7 فیصد کے آس پاس ہو سکتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی یکجائی کے حصول کے لیے ابھی کچھ سفر کرنا ہو گا۔ بہرکیف، توقع ہے کہ حکومت آئی ایم ایف کے سہ ماہی اہداف حاصل کرنے کے لیے مربوط کوششیں کرے گی جس سے مالیاتی نظم وضبط کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک امید افزا پہلو یہ ہے کہ نجی شعبے کے سامنے یہ امر ہو گا کہ اگرچہ معیشت از سر نو متوازن ہو رہی ہے اور بعض شعبوں میں طلب کم ہے تاہم دیگر شعبوں میں نئے مواقع بھی ساتھ ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ریگولیٹری ڈیوٹی اور شرح مبادلہ کی کمی کے باعث بیشتر صارفی اشیا اور تیار اشیا کی درآمدات سکڑ رہی ہیں۔ اس سے ملکی کمپنیوں کو مختصر سے درمیانی مدت میں یہ طلب پوری کرنے کے لیے آگے آنے کا موقع فراہم ہوا ہے۔ مزید یہ کہ شرح مبادلہ کی ہم آہنگی برآمدی کاروبار کے بہتر امکانات کی نمائندگی کرتی ہے۔ کاروبار کرنے کی آسانی کو فروغ دینے اور سرمایہ کار دوست پالیسیاں پر کاربند رہنے کا حکومت کا عزم خوش آئند ہے۔

اس دوران ملکی سرمایہ کاروں کو بھی ان مارکیٹوں اور مارکیٹوں کے اجزا میں قدم رکھنے کا جائزہ لینا چاہیے جہاں پورے امکانات بروئے کار نہیں آئے ہیں۔ روایتی اشیا اور خدمات کی فراہمی سے آگے بڑھ کر جدت کاری کی نئی اہمیت ہے۔ یہ امر بطور خاص حوصلہ افزا ہے کہ فعال اور ٹیکنالوجی سے لبریز نئی ملکی کمپنیاں مختلف صنعتوں میں آگے آرہی ہیں جن میں بینکاری (فن ٹیک)، نقل وحمل (سفر سے متعلق ایپس)، صارفی اشیا اور غذائی (ڈلیوری ایپس) چند ایک ہیں۔ ان مثالوں سے ان سرمایہ کاروں میں جذبہ پیدا ہونا چاہیے جو کچھ عرصے سے 'انتظار کرو اور دیکھو' کے شیوے پر عمل پیرا ہیں اور انہیں دیر کرنے کے بجائے جلد از جلد اقدام کرنا چاہیے۔ وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو احساسات میں اجتماعی تبدیلی اور رجائیت کا جذبہ معاشی سرگرمیوں کے احیا کے لیے محرک کا کام دے سکتا ہے جس کی بے حد ضرورت ہے۔